

باغِ جنت

(از مولانا عبدالقادر السامی)

(۱)

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ يَلْعَنُوا الْجِنَّةَ الَّتِي هِيَ تَوَدُّ
 أَنْ تَكُونَ مِنَ الْبَشَرِ كَوَيْلٍ لَهَا وَتَكُونَ مِنَ الْبَشَرِ كَوَيْلٍ لَهَا وَتَكُونَ مِنَ الْبَشَرِ كَوَيْلٍ لَهَا
 بھی ہے جس کا اسی دنیا سے تعلق ہے۔

سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع آیت نمبر ۲۱ میں نیک کردار ایمانداروں کو بشارت دی گئی ہے کہ
 ان کے لئے باغ ہوں گے۔ جاری نہریں ہونگی۔ پاکیزہ میوے ہوں گے جب کوئی میوہ ملیگا تو عام رو سے
 مطابق اس کو نیا دیکھ کر طبیعت رک نہ جائے گی کہ نہ معلوم کیسا ہو کیسا نہ ہو جتنے میوے ہوں گے۔
 صورت میں سب یکساں ہوں گے اور مزے میں ہر ایک کے ذائقے جدا جدا نکلیں گے کہ یکساں ہونے سے
 طبیعت مانوس رہے گی اور ذائقہ میں تفاوت سے سب میں نیا مزہ آئے گا۔ یہ حالت پائدار ہوگی
 اور یہ نیک بندے اسی حالت میں ہمیشہ رہیں گے مفسرین نے اس کی تشریح یوں کی ہے۔

الف۔ باغ سے مراد باغ بہشت ہے

ب۔ بہشت کے جتنے درخت ہوں گے جڑ سے تلخ تاک برابر و با تربت یکساں ہوں گے۔

عن روی ابن جریر قال حدثنا کریب عن الأشجعی عن سفیان عن عمرو بن مروة عن مسروق قال نخل الجنة
 من اصلی الی فرعها وثمرها امثال الطلال كلما نزلت ثمره عادت مکا نھا اخری عما وھا بحری فی غیر الخدم
 عن محمد قال حدثنا زید قال اخبرنا مسعر بن کدما عن عمرو بن مروة عن ابی عدده۔ بخبره۔

ج- درختوں کے میوے منگے برابر ہوں گے۔ ۱۰

د- جہاں کوئی میوہ توڑا گیا کہ فوراً دوسرا میوہ وہاں لگ جائیگا۔ ۱۱

ه- باغ بہشت میں بغیر نالیوں کے پانی رواں رہیگا۔ ۱۲

و- باغ بہشت کے خوشے بارہ بارہ گز کے ہوں گے۔ ۱۳

ز- درخت ایسے ہوں گے کہ ان کے سایہ میں مسافر سو برس تک چلا جائے اور پھر بھی سایہ ٹپے نہ پڑے۔ ۱۴

ح- باغ بہشت میں جب کوئی میوہ لے کر کھانا چاہے گا تو وہ میوہ اس کے منہ تک نہ پہنچے گا۔ ۱۵

یا میگا کہ خدا ویسا ہی دوسرا میوہ بجائے اس کے لادیکا۔ ۱۶

ان کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سن لینے کی بات ہے :-

لا یستبث شی متافی الجنة ما فی الدنیا الا الائمةاء بہشت کی چیزوں سے کوئی چیز دنیا کی چیزوں سے اگر ٹپے ہوگی تو برا نام لگے گی۔

دوسری روایت میں ہے :-

لیس فی الدنیا مما فی الجنة الا الائمةاء بہشت کی چیزوں میں سے دنیا میں کچھ نہیں ہے اگر کوئی نام نہ لگے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے -

لیس فی الدنیا من الجنة شی الا الائمةاء نام کے سوا دنیا میں بہشت کی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

۱۰ عن محمد بن بشار قال حدثنا ابن محمد قال قال احمد بن حنبل قال سمعت عمر بن مرقم يحدث عن ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ -

۱۱ عن مسروق و ابی عبد اللہ - ۱۲ عن مسروق و ابی عبد اللہ -

۱۳ عن مسروق و ابی عبد اللہ - ۱۴ عن مسروق و ابی عبد اللہ -

۱۵ عن مسروق و ابی عبد اللہ - ۱۶ عن مسروق و ابی عبد اللہ -

۱۷ عن مسروق و ابی عبد اللہ - ۱۸ عن مسروق و ابی عبد اللہ -

۱۹ عن مسروق و ابی عبد اللہ - ۲۰ عن مسروق و ابی عبد اللہ -

۲۱ عن مسروق و ابی عبد اللہ - ۲۲ عن مسروق و ابی عبد اللہ -

بہر حال اصل آیت یوں ہے :-

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 أَن لَّهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
 كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا
 هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَتُوا بِهِ
 مُمْتَسِبِينَ - وَلَهُمْ فِيهَا أَنْجُمٌ مُنْقَطِعَةٌ
 وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - سورہ بقرہ آیت ۲۵

اے پیغمبر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل
 بھی کیوں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے لئے (بہشت کے)
 باغ ہیں جن کے تلے نہریں (پڑی) بہ رہی ہوں گی جب ان کو
 ان میں کا کوئی میوہ کھائیں گے تو کہیں گے تو ہم کو پہلے
 بھی (کھانے کے لئے) چکایا اور (یہ اس لئے کہیں گے) انکو
 ایک ہی صورت و شکل کے میوے ملائیں گے اور وہاں انکے

لئے بیویاں ہوں گی پاک و صاف اور وہ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے لہ

اس آیت میں کئی باتیں قابل تفسیر ہیں۔

الف - جنت (باغ) سے کیا مراد ہے؟

ب - هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ (یہ تو وہی) ہے جو ہمیں پہلے نصیب ہو چکا ہے

کیا مراد ہے؟

ج - أَوْتُوا بِهِ مُمْتَسِبِينَ (میوہ ان کو بچیاں دیا جائیگا) سے کیا مراد ہے؟

د - هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے) سے کیا مراد ہے؟

الف - تمام مفسرین نے جنت سے بہشت مراد لی ہے حتیٰ کہ سید احمد خان نے بھی اسی کو

لہ یہ ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب سے ماخوذ ہے مولوی صاحب نے جنت کا ترجمہ باغ کیا ہے مگر اس کے ساتھ بہشت کا لفظ بھی اضافہ کر دیا ہے

آیت میں میوہ کھانے نہ کھانے کا کچھ تذکرہ نہیں ہے اور اس کے لئے کوئی لفظ وارد نہیں ہے لیکن مطلب سمجھانے کے لئے ضمایہ موصوف نے اس کو

بڑھا دیا ہے۔ خلدون کا ترجمہ بعض لطف کلام کے لئے ”ہمیشہ ہمیشہ“ کیا ہے حال آنکہ یہ ترجمہ اگر ہو سکتا ہے تو خلدون قَدْ أَبَدًا کا ہو سکتا ہے

صحیح مان کر آیت کے مفہوم کو واقعات بعد الموت سے وابستہ کیا ہے یعنی نیک کردار ایمان والوں کی نعمتیں جیتے جی نہیں گی، مرنے کے بعد ملیں گی خاتمہ آیت (هُنَّ فِيهَا خَالِدُونَ) سے یہ خیال اور بھی پختہ ہو گیا کیونکہ بظاہر ظلوٰد کے معنی ہمیشگی کے ہیں۔ اور دنیا کی زندگی میں کوئی ایسی نعمت موجود نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے جس کے لئے ہمیشگی و بقائے دوام ممکن ہو مطلب یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے جن کو بہشت ملیگی وہ ہمیشہ پر لطف زندگی بسر کریں گے اور جو نعمتیں انہیں ملیں گی وہ سب دوامی ہوں گی البتہ یہ صاحب نے آتی بات بڑھائی ہے کہ بہشت اور اس کی نعمتوں کی حقیقت و ماہیت کچھ اور ہے۔ ان کی رائے بہشت اور اس کی نعمتوں کے بیان کرنے سے صرف اعلیٰ درجہ کی راحت کا بقدر فہم انسانی خیال پیدا کرنا مقصود تھا۔ نہ واقعی ان دونوں چیزوں کا دوزخ و بہشت میں موجود ہونا۔ اس لئے کہ ”یہ سمجھنا کہ حنظل مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے اس میں ننگ مرمر کے اور موتی کے جڑ اومل ہیں۔ باغ میں سرسبز شاداب درخت ہیں۔ دودھ اور شراب شہد کی ندیاں بہ رہی ہیں۔ ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی اور ساقین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنتے ہوئے جو ہمارے ہاں کی گھونین پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں۔ ایک جنتی ایک جوڑ کے گلے میں مات ڈالے پڑا ہے۔ ایک نے ران پر سرد مرا ہے۔ ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے۔ کوئی کسی کو نے میں کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کو نے میں۔ کچھ ایسا بہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے۔ اگر بہشت یہی ہو تو بے سبب لہہ ہمارے خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔“

ب۔ ہَذَا الَّذِي رَزَقْنَا مِنْ قَبْلُ كِي تَأْوِيلِ فِي سَبْعِ يَوْمٍ لِكُلِّ يَوْمٍ كَرْتِي
 کو نیا پھل کھانے کو دیا جائے جو اس نے کبھی نہ دیکھا ہو تو اس کے کھانے سے رکھتا ہے کہ نہیں

معلوم کیا ہے جنتیوں کو جو ایک ہی صورت کے پہلے نہیں گئے تو وہ ان کے کہانے میں شامل نہیں
 سمجھتے۔ جانتے ہیں کہ ایسا تو ہم پہلے بھی کھا چکے ہیں۔ ہاں شاید صورت کے دہوکے میں آکر چند
 لالچ بھی نہ آئے۔ کہ حلو اچھا بھاری خوردند بس۔ تو چکھنے کے بعد دوسرا ذائقہ ملے گا۔ اور ان
 کے دل زیادہ خوش ہوں گے کہ خلاف توقع مزہ ملائے تو جمائیت اور مادیت کی باتیں
 ہوئیں۔ لیکن امام رازی کی رائے میں ان تمام باتوں کا تعلق روحانیت سے ہے جمائیت کو
 اس میں کچھ دخل نہیں ہے۔ فرماتے ہیں۔

فے الایة قول ثالث علی لسان
 اهل المعرفة وهو ان کمال السعادة
 ليس الا في معرفة ذات الله تعالى
 معرفة صفاته ومعرفة افعاله من
 الملائكة الكروبية والملائكة الورق
 وطبقات الارواح وعالم السموات و
 بالجملة يجب ان يصير روح الانسان كاللآة
 المحاذية العالم القدس ثم ان هذه
 المعارف تحصل في الدنيا ولا يحصل
 بها کمال الالتذاذ والابتهاج لما
 ان العالقيق البدنية تعوق عن ظهور
 تلك السعادة فإذ زال هذا العائق
 حصلت السعادة العظيمة والقبطة

آیت میں اہل معرفت کی زبان سے ایک تیسری
 بات بھی مذکور ہے اور وہ یہ کہ کمال نعمت اور سعادت
 صرف خدا کی ذات و صفات و افعال کے پہچانے
 میں ہے کہ کروبیان عالم بالا و فرشتگان روحانی
 و طبقات ارواح و عالم سموات کے متعلق ان
 کو شناسائی حاصل ہو۔ اور لازم ہے کہ اس کی طرف
 ایک ایسے آئینہ کے حامل ہو جائے جو عالم قدس
 کے ٹھیک سامنے ہو۔ یہ معرفت دنیا میں بھی حاصل
 ہوتی ہے لیکن اس میں پوری لذت اور کافی خوشی
 نہیں ہوتی اس لئے کہ جمائیت تعلقات اس لذت
 و سعادت کے ظاہر ہونے میں تنگ آہ بن جاتے
 اور اگر یہ روک اٹھ جائے تو اصلی حقیقی نطفہ
 حاصل ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو روحانی نعمتیں اور

والمزينة وعلو الطبقة فيكون هذا
 لذت دنیا میں خدا کی عبادت و معرفت میں
 حکمی تھی بہشت کی لذت اس سے بڑھ کر ہوگی، اور
 ان کو یہ وہ یکساں دیا جائیگا۔ میں یکساں ہونے سے
 بزرگی و برتری و علو مدارج میں یکساں ہونا مقصود
 ہے۔ اس صورت میں یہ وعدہ اس وعید کی نظر ہوگا جس میں
 دیکھی دی گئی ہے کہ اب اپنے کئے کو چکھو، اے

تَعْمَلُونَ - فی الوعدہ

اور خطیب شریبی بھی اس قول میں قاضی بیضاوی کے ہم زبان ہیں۔ اے
 ۱۔ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ کا مطلب بالاتفاق یہی بیان کیا گیا ہے کہ ان بہشت
 کی ہمیشہ انہیں نعمتوں میں بسر ہوگی اور اس حالت میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہونے پائے گا۔

(۳)

اس باب میں تحقیقات کا دائرہ صرف پہلی اور آخری تنقیح تک وسیع ہے جس کے ضمن
 میں آیت کا مفہوم و مدعا بھی واضح ہو جائے گا۔ پہلی تنقیح کا انحصار لفظ جنت کی تشریح پر ہے۔ اور
 دوسری تنقیح پر دوسری فرصت میں بحث ہوگی!

لنت میں جنت کے معنی اس باغ کے ہیں جس کے درخت گھنیرے ہوں شاخ در شاخ وسیع در
 ہوں اور آبیں لپٹے نظر آئیں۔ اصطلاح میں جنت کو صرف باغ آخرت سے مخصوص سمجھ لیا گیا ہے
 اور اصل میں حقیقی جنت وہی ہے بھی لیکن کلام اللہ نے آخرت کے باغوں کو بھی جنت کہا ہے اور دنیا و باغوں
 کے لئے بھی جنت ہی کلفظ استعمال کیا ہے پھر انعام میں ہے۔

۱۔ تفسیر بیضاوی (علی ہاشم تخطیب الشریبی) جلد ۱ صفحہ ۹۲۔ ۲۔ تفسیر تخطیب الشریبی جلد ۱ صفحہ ۳۱۔

وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَّعْرُوشَاتٍ وَ
 غَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ
 مُخْتَلِفًا أَكْلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرَّيْمَانَ
 مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ
 ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ
 حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
 الْمُسْرِفِينَ - (سورة الانعام - رکو ۷، آیت ۱۴۲)

اور وہی (قادر مطلق) ہے جسے باغ پیدا کئے
 (بعض توٹتیوں پر) چڑھائے ہوئے (جیسے انجور کی پھل)
 اور بعض نہیں چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور
 کھیتی جن کے پھل مختلف (قسموں کے) ہوتے ہیں اور
 زیتون و انار (کہ بعض تو صورت و شکل و مزہ میں)
 ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور بعض نہیں بھی
 ملتے جلتے (لوگو! یہ سب چیزیں جو پھل و انجور کے پھل (بے

تامل) کھاؤ اور (ان نعمتوں کے شکر میں) ان کے کاٹنے (اور توڑنے) کے دن حق امد (یعنی زکوٰۃ
 ان میں سے) دیدیا کرو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا
 ایک اور مقام پر ہے:-

وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
 فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا
 مِنْهُ خَضِرًا نَخْرُجُ مِنْهُ حَبًّا مَاتِرًا كَبَدًا
 وَمِنَ النَّخْلِ مِنَ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
 وَجَنَّاتٍ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّيْمَانَ
 مُتَشَابِهًا وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ - أَنْظِرُوا
 إِلَى ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَيَتَّعِبُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ
 لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (سورة ۷۰ - آیت ۹۹
 رکو ۷)

اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے پانی اُتارنا پھر (اسکے)
 ہم (ہی) نے اس سے ہر قسم (کی روئیدگی) کے کئے
 نکالے پھر کویوں سے ہم نے ہری بھری ٹھنیاں نکال
 کھری ہیں کہ ان سے ہم کھتے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور
 کھجور کے کا بیسے میں گچھے جو دامرے بوجھنے پڑتے ہیں
 اور انجور کے باغ اور زیتون اور انار (ظاہر میں ایک
 دوسرے سے) ملتے جلتے اور (دوسرے کے اعتبار سے)
 ملتے جلتے نہیں (لوگو! ان میں سے ہر ایک چیز حقیقتی
 ہے تو اس کا پھل اور پھل کا پھل (قابل) دید ہے اور

اور اس کو نظر غور سے دیکھو بیشک جملے لوگ (خدا پر) ایمان رکھتے ہیں، ان کے لئے ان سب چیزوں میں
(قدرت خدا کی بہتری) نشانیاں (موجود) ہیں۔

سورہ یٰس میں ہے۔

وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا
وَآخَرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ
وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ تَحْتِهَا
أَنْهَارٌ وَعَجْرًا مِّنَ الْعُيُونِ لِيَأْ
كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ
أَفَلَا يَشْكُرُونَ - (سورہ ۲۶ - کوہ ۳
آیت ۲۵، ۲۶)

اور ان لوگوں کے (سمجھنے کے) لئے ہماری (قدرت کی)
ایک نشانی مری ہوئی (یعنی پڑتی پڑی ہوئی) زمین ہے
کہ ہم نے اس کو پانی برسا کر (جلا اٹھایا اور اس سے
انج نکالا اسی میں سے یہ (لوگ بھی اپنی قسمت کا کھاتے
ہیں۔ اور زمین میں ہم نے کھجوروں کے اور انجور
باغ لگائے اور ان میں پانی کے چشے بہائے تاکہ
بلع کے پھلوں میں سے یہ (لوگ اپنی قسمت کا کھائیں

اور (معلوم ہے کہ) یہ (پہل) ان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں۔ تو کیا یہ (لوگ اس نعمت کا شکر نہیں
سورہ ق میں ہے:-

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا
فَأَنْبَتْنَا بِهِ جِبْتًا وَحَبَّ الْحَصِيدِ
وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لِّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ
رِّسْرًا قَالِ لِعِبَادِ - وَآحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً
مَّيْتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ - (سورہ ۵۰ - روع
آیت ۶)

اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اتارا (اپنے) بندوں
کو روزی دینے کے لئے اس (پانی) کے ذریعہ سے
باغ اگائے اور کھیتی کا اناج اور لانی لانی کھجور
جن کی گلیں خوب گتھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور (نیز)
ہم نے مینہ کے ذریعہ سے مری ہوئی (زمین) پڑتی پڑی
ہوئی (زمین) کو جلا اٹھایا۔ اسی طرح (لوگوں کو) نکلنا ہوگا

سورہ نوح میں ہے۔

گناہوں کی لپٹے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ
بڑا بخشنے والا ہے تم پر مولا دارینہ برسائے گا اور
مال اور اولاد سے تمہاری مدد کریگا اور تمہارے
لئے نہریں بنائے گا؛

اِسْتَعْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ عَقَّارًاۙ
يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَكُمْ مِدْرَارًاۙ وَ
يُمِدُّ ذِكْرًا بِمَوَالٍ وَبَنِيْنَ وَيَجْعَلُ
لَكُمْ حَبْتًا وَيَجْعَلُ لَكُمْ اَنْهَارًاۙ
(سورہ - ۱۷ رکوع اول - آیت ۵)

سورہ مؤمنون میں ہے :-

ہیں نے ایک انداز کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا
پھر اس کو زمین میں جمع کر کے (ٹھیک لے رکھا اور ہم
اس (پانی) کے (اڑا) لے جانے پر (بھی) قادر ہیں
اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لئے کھجور
اور انجور نئے باغ بنا رکھے تمہارے لئے ان میں بہت سے پھل پڑھتے
ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے (بھی) جو۔

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَاءً بِقَدْرٍ
مَا سَعَيْنَاۙ فِى الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰى
ذَهَابِ بِهٖ لِقَادِرُوْنَۙ فَاَنْشَاْنَا
لَكُمْ بِهٖ حَبٰتٍ مِّنْ تَحِيْلٍ وَّاَعْنَاۙ
لَكُمْ فِيْهَا فَاوَاكِلَةً كَثِيْرَةًۙ وَمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَۙ - (سورہ ۲۳ - رکوع اول آیت ۱۹)
سورہ شعرا میں ہے :-

غرض ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو (باغوں سے
اور چشموں سے) اور خزانوں (سے) اور عزت کی
جگہ (سے) نکال باہر کیا۔

فَاَخْرَجْنَا هُمْ مِّنْ جَنَّتٍ وَّاَعْيُوْنَ
وَ كُنُوْاۙ وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ (سورہ ۲۷ رکوع)
آیت (۴۱)

سورہ دخان میں ہے :-

یہ لوگ کتنے ہی باغ اور کتنی ہی نہریں اور کتنی ہی
کھتیاں (اور کتنی ہی عمدہ عمدہ مکانات اور کتنی ہی)

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنٰتٍ وَّاَعْيُوْنَ وَا
ذُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّنِعْمَةً كَانُوْا

فِيهَا فَالْكَهَيْنَ - كَذَلِكَ وَاورثناها
 قَوْمًا الْاٰخِرِينَ - فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ
 وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنظَرِيْنَ - (سورہ ۴۴)
 رکوع اول آیت ۱۳ و ۱۴ -

آرام آیش کے سامان چھوڑ مرے جن میں مرے اڑایا
 کرتے تھے (واقع میں) ایسا ہی ہوا اور ہم نے دوسرے
 لوگوں کو اس (تمام ساز و سامان) کا وارث بنا دیا
 تو ان لوگوں پر آسمان زمین (کسی) کو (بھی تو) رقت
 نہ آئی اور نہ ان کو توبہ و ندامت (ہی) کی مہلت ملی۔

سورہ نبی اسرائیل میں ہے :-

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَنْجِرَ لَنَا
 مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوعًا اَوْ تَكُوْنُ لَكَ
 جَنَّةٌ مِّنْ خَيْلٍ وَعَنْبٍ فَتَجْرَ الْاَنْهَارُ
 خِلَافًا لِّهَا تَفْجِيْرًا (سورہ ۱۷ رکوع ۱۰ آیت ۹۳)

اور انہوں نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک تم پر ایمان
 لانے والے نہیں کہ (یا تو) ہمارے لئے زمین سے نئی
 چشمہ (بہا) نکالو یا کھجوروں اور انجوروں کا تہارا
 کوئی بلغ ہو اور اس کے پیچ پیچ میں تم (بہت سی نہریں
 جاری کرو کھاؤ گے

سورہ فرقان میں ہے :-

وَقَالُوا مَا اِلهَ الرَّسُوْلِ اِغْلُوْا بِيْسْتِيْ فِي الْاَسْوَاقِ
 لَوْلَا اَنْزَلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنُ
 مَعَهُ نَذِيْرًا - وَيُلْقِيْ اِلَيْهِ الْكُتُبَ اَوْ تَكُوْنُ
 لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُوْنَ
 اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّشْجُوْرًا -
 (سورہ ۲۵ - رکوع اول آیت ۵)

اور انہوں نے (یعنی کافروں نے) کہا کہ یہ کیسا پیغمبر ہے
 کہ کہا نا کھاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی
 فرشتہ کیوں نہیں بھیجا کہ اس کے ساتھ ہو کر وہ بھی لوگوں کو
 عذاب خدا سے ڈراتا رہا یا اس پر کوئی نذرانہ ڈال دیا
 ہوتا۔ (یا زیادہ نہیں تو) اس کے پاس ایک بلغ

(ہی) ہوتا کہ اس سے کھاتا (پیتا) اور یہ ظالم (مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ تم بس ایسے آدمی کے
 پیچھے ہولے جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

یہی ضمن میں وہ آیتیں بھی شامل کرنی جائیں جن میں حضرت آدم و حوا (علیہما السلام) کے جنت میں داخل ہونے اور نکلنے کا تذکرہ ہے تو نظیروں کا شمار نہایت وسیع ہو جاتا ہے اس لئے کہ بعض نامور محققین نے حضرت آدم کی جنت کو بھی باغ دنیا قرار دیا ہے۔ اس معنی کے تسلیم کرنے پر خدا کے مطیع بندوں (مسلمانوں) کو آیت مذکورہ بالا میں جس جنت کی بشارت دی گئی ہے وہ ایمانداروں کو نیک کردار ہونے کی شرط پر دنیا میں بھی انھیں مل سکتی ہے اور اگر چاہیں تو پکے مسلمان بن کر اسی دنیا میں اپنے آپ کو بہشت کا استحقاق بنا سکتے ہیں جس کے بعد بشرط ایمان و عمل صالح اس بہشت موعود (جنت آخرت) کے ملنے میں کیا کلام ہے ۵

من کہ در کعبۂ حق منزل ماویٰ دارم گرد ہد جا بفر دوس بر نیم چہ شود
لیکن جہاں یہ آدمی کو بھی میرے نہیں انسان ہوتا، کی دشواریاں درپیش ہوں وہاں
کیا یہ ممکن ہے کہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۝ اٰیْمَانِ وَالْوٰٓءِلٰٓءِ
رسول پر ایمان لاؤ، کا خطاب دائرہ عمل میں آجائے گا اور مسلمان بھی کسی دن مسلمان بن جائیں گے
۵۔ خواہم از زلف بتان ناؤ کشائی کرو فکر و راست ہمانا کہ خطا نمی نسیم (باقی)

دقت سے مراسلت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھئے